جمع وتدوین قرآن

پروفیسر احمد سعید

گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج ایبٹ آباد

جہاں تک قرآن کو یاد کرنے اور سینوں میں محفوظ کر لینے کا تعلق ہے تو یہ وصف دیگر صحابہؓ سے قبل آپؐ کی ذات بابرکات میں موجود تھا بلکہ آپؐ سید الحفاظ تھے، عہد رسالت میں بہت سے صحابہؓ کو پورا قرآن حفظ تھا۔ ابن الجزری لکھتے ہیں "کہ قرآن کی نقل واشاعت کے سلسلے میں کتابت کی بجائے قلب وصدر پر اعتماد امت محمدیہؐ کی عظیم خصوصیت ہے آپ دلیل کے طور پر صحیح مسلم کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ نبی کریم کا ارشاد ہے "کہ میرے رب نے فرمایا: اور تجھ پر ایسی کتاب نازل کروں گا جسے پانی بھی نہیں دھو سکے گا اور سوتے اور جاگتے میں اس کی تلاوت کریں گے""۔ ۱

اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن حافظے کی مدد سے بھی زبانی پڑھا جاسکتا ہے ضروری نہیں کہ حافظ سیاہی سے اوراق میں لکھا ہوا قرآن پڑھے جس کے مٹ جانے اور دھل جانے سے حروف کے زائل ہونے کا خطرہ لگا رہتا ہو۔

جمع کے دوسرے معنی ہیں لکھ کر قرآن کو جمع کرنا جس کی کئی صورتیں ہیں۔

الف :آیات وسورتوں کو جدا جدا کر کے لکھنا

ب۔ایک سورت کی آیات کو ترتیب وار ایک ہی صحیفہ میں درج کرنا

ج۔سورتوں اور آیات کو مختلف صحیفوں میں بالترتیب لکھ کر ان کو کتابی صورت میں جمع کرنا

اگر جمع قرآن سے اس کی کتابت مراد لی جائے تو صدر اول کے تین ادوار میں اس کی حسب ذیل تین شکلیں ملتی ہیں۔

۱۔زمانۂ نبوت

۲۔عہد صدیقی

۳۔ خلافت عثمانی

زمانہ نبوت میں کتابتِ قرآن

رسول اللہؐ نے وحی لکھنے والے صحابہ (۲) کو مامور فرمایا تھا کہ قرآن کا جو حصہ نازل ہوا سے تحریر کر لیا کریں چنانچہ سینوں میں محفوظ ہونے کے ساتھ کتاب الٰہی سفینوں میں بھی جمع ہونے لگی۔ حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں ''ہم نے عہد رسالت میں '' رقاع (۳) سے جمع کیا'' (۴) اس کے علاوہ قرآن کریم پتھر کی باریک اور چوڑی سلوں، کھجور کی ٹہنیوں اونٹ یا بکری کے شانہ کی ہڈیوں اونٹ کے کجاوہ کی لکڑیوں پر رقم کیا جاتا تھا (۵)

آیات اور سورتوں کی ترتیب

بقول حضرت زیدؓ چمڑے کے ٹکڑوں یا مذکورہ دیگر اشیاء میں سے نقل کر کے نبی کریمؐ کے حکم سے آیات و سورہ کو ترتیب دیا جاتا تھا۔ چنانچہ ہر سورت کی ترتیب اور اس سے پہلے بسم اللہ لکھنا ایک توقیفی امر ہے جو آنحضرتؐ کے حکم سے صادر ہوا، آپؐ نے جبرئیلؑ کی آگاہی سے خود یہ ترتیب قائم فرمائی اور صحابہؓ کی موجودگی میں کئی سورتوں کی تلاوت اسی ترتیب سے کی اس لئے جب عبداللہ بن زبیرؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ ''وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجاً'' کو دوسری آیت نے منسوخ کر دیا ہے تو پھر اس کو قرآن کے نسخہ میں کیوں رہنے دیا ہے؟،، حضرت عثمانؓ نے کہا'' بھتیجے! میں قرآن میں کوئی تبدیلی نہیں کر سکتا،، (۶)

حضرت عثمان بن ابی العاص سے مروی ہے کہ میں بارگاہ رسالتؐ میں بیٹھا ہوا تھا کہ آپؐ نے ایک بار نگاہ اوپر اٹھائی اور پھر نیچے کر کے فرمایا: ''میرے پاس جبرئیل امین آئے تھے انہوں نے کہا: ''آیت 'إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ بِالعَدلِ اِلٰی ذِی القُربٰی'' کو فلاں سورت میں فلاں جگہ رکھیئے (۷)

کتب احادیث میں بڑی تعداد ایسی روایات کی ہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کاتبین وحی صحابہؓ کو قرآن لکھواتے اور ان کو آیات کی ترتیب سے آگاہ کیا کرتے تھے (۸)

یہ اس امر کی صریح دلیل ہے کہ آیات کی ترتیب توقیفی ہے ایسا کبھی نہیں ہوا کہ صحابہؓ کسی سورت کی آیات رسول اللہؐ کی تعلیم کردہ ترتیب کے خلاف تلاوت کریں لہٰذا واضح ہوا کہ آیات کی ترتیب حدِ تواتر تک پہنچ چکی ہے۔

سورتوں کی ترتیب بھی توقیفی ہے:۔ سورتوں کی ترتیب بھی حکم خداوندی اور اس کی جانب سے آگاہ کرنے پر موقوف اور مبنی ہے اور آنحضورؐ کی حیات مبارکہ میں قائم ہوئی، بعض صحابہؓ کے ذاتی نسخوں میں الگ سے

جو ترتیب قائم تھی وہ ان کے اجتہاد پر منحصر تھی نہ توانہوں نے اس ترتیب کا کسی کو پابند بنانے کی کوشش کی اور نہ اس کے خلاف کرنے کو حرام قرار دیا۔ جب پوری امت حضرت عثمانؓ کے مرتب کردہ نسخۂ قرآنی پر متفق ہو گئی تو صحابہؓ نے اسی سے اتفاق کا اظہار کیا اور اپنے ذاتی نسخے ترک کر دیئے (۹)

جہاں تک اس نظریہ کا تعلق ہے کہ ترتیب کی دو قسمیں ہیں

۱) توقیفی

۲) اجتہادی

اس تقسیم میں دوسری قسم یعنی اجتہادی ترتیب کسی صحیح دلیل پر مبنی نہیں ہے اس لحاظ سے یہ ایک کمزور قسم ہے اور اعتماد کے لائق نہیں۔

اس ضمن میں مختار کا مذہب یہ ہے کہ قرآنی سورتوں کی موجودہ ترتیب اسی طرح توقیفی اور غیر اجتہادی ہے جس طرح آیات کی موجودہ ترتیب۔

عہد نبویؐ میں قرآن کتابی صورت میں کیوں مدون نہ ہوا؟ :بایں ہمہ توقیف رسول اللہؐ نہ تو ہر سورت کی آیات کو جدا جدا صحیفوں میں جمع کر سکے اور نہ ہی آپ کو پورا قرآن ایک کتابی شکل میں مدون کرنے کا موقع ملا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ قرآن کے حافظ و قاری بکثرت موجود تھے آپؐ کو ابھی قرآن کے باقی ماندہ حصوں کے نزول کا انتظار تھا، اس کے علاوہ اس امر کا بھی احتمال تھا کہ بعض نئے احکام نازل ہوں جو سابقہ احکام کو منسوخ کر دیں (۱۰) امام زرکشی کے بقول: اس لئے قرآن کی کتابت کو رسول اللہؐ کی وفات کے وقت تک ملتوی رکھا گیا اور آپؐ کی وفات سے نزول قرآن کی تکمیل ہو گئی (۱۱)

جمہور علماء کی رائے کے مطابق عہد رسالت میں قرآن کو جمع کرتے وقت ان سات قرأتوں کو ملحوظ رکھا گیا جن میں قرآن نازل ہوا تھا۔

قرآن کا لکھا جانے والا حصہ آپؐ کے گھر میں محفوظ رکھا جاتا لکھ سکنے والے حضرات اسی سے ذاتی نسخے نقل کر لیا کرتے تھے چنانچہ ایک جانب آپؐ کے گھر میں محفوظ صحیفے، دوسری طرف لکھنے والوں کے اپنے نسخے اور اس کے ساتھ ساتھ اُمّی اور پڑھے لکھے صحابہؓ کا حافظہ قرآن کریم کی حفاظت و صیانت میں مدد و معاون اور اس آیت کا مصداق ثابت ہوئے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ إِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ ۝(۱۲)

یقیناً ہم ہی نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں

عہد نبویؐ میں جمع کا مقصد :

عہد نبویؐ میں جمع کا مقصد قرآن کو ضائع ہونے سے محفوظ رکھنا تھا۔ اس لئے قرآن کو مختلف اشیاء پر تحریر کیا گیا، کچھ سفید پتھروں کی تراشی ہوئی تختیوں پر، کچھ سفید چمڑوں اور کچھ لکڑی کے ہموار تختوں پر اس لئے یہ جمع یکجائی شکل میں نہ تھی(۱۳)

عہد صدیقی :

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جمع قرآن کا باعث اور محرک حضرت عمرؓ تھے۔ حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں "کہ جب جنگ یمامہ میں ستر (۷۰) حفاظ اور قرأ شہید ہوئے تو ابوبکر صدیقؓ نے مجھے بلایا جب میں حاضر ہوا تو ان کے پاس حضرت عمرؓ موجود تھے انہوں نے فرمایا: عمرؓ نے مجھ سے کہا کہ یمامہ کے دن بہت سے قرأ شہید ہوئے اور اگر دیگر جنگوں میں یہی حال رہا تو اندیشہ ہے کہ قرآن کا اکثر حصہ ضائع ہو جائے لہٰذا آپ قرآن کو تحریری صورت میں جمع کرنے کا حکم صادر فرمادیں۔ میں نے کہا "میں ایسا کام جو رسولؐ نے نہیں کیا کیوں کر سکتا ہوں،، "عمرؓ نے کہا "خدا! اسی میں خیر ہے" حتیٰ کہ آپؓ کے اس بار بار کے مطالبے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا "فَلَمْ یزل یرا جعنی حتی شرح الله صدری لذالك(۱۴)

خلیفہ اوّل کے دور میں کتابی شکل میں تدوین قرآن کی ضرورت :

جس اجتماعی اور کتابی شکل میں عہد صدیقی میں قرآن کی تدوین کی ضرورت پیش آئی عہد نبوت میں نہ تھی، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایسے احوال اور حوادث پیش آئے کہ قرآن کو کتابی صورت میں یکجا کرنا ضروری ہوا۔ عہد رسالت میں قرآن کو کتابی شکل میں جمع نہ کرنے کے اسباب مندرجہ ذیل تھے۔

(۱) خلیفہ اول کے دور میں پیدا ہونے والے اسباب زمانۂ نبوت میں نہیں تھے۔

(۲) دور رسالت میں تحریر کی وہ سہولتیں نہیں تھیں جو بعد میں فراہم ہوئیں مثلاً کاغذ اور دیگر آلات وغیرہ۔

(۳) جیسا کہ عہد نبویؐ میں احتمال تھا کہ بعض نئے احکام نازل ہوں، جو سابقہ احکام کو منسوخ کر دیں، جن کی وجہ سے تغیر و تبدل کرنا پڑتا، جو موزوں نہ تھا۔

(۴) باعتبار نزول، قرآن کی ترتیب احوال وواقعات کے مطابق تھی اور سورتوں کی ترتیب میں ربط مضامین ملحوظ خاطر تھالہٰذا اگر زمانۂ نبوتؐ میں قرآن کتابی صورت میں مرتب ہوتا تو نئی نازل ہونے والی آیات کو ان کے مناسب آیات وسورتوں کے ساتھ ملادینے میں دشواری پیش آتی۔

لیکن خلافت صدیقی میں حالات بالکل بدل گئے۔ (الف) قرأ کی شہادت نے قرآن کو کتابی شکل میں جمع کرنے کی ضرورت پیدا کی۔

(ب) کاغذ اور ادواتِ کتابت کی سہولتیں مہیا ہوئیں (ج) آنحضرتؐ کے وصال کے ساتھ وحی کا سلسلہ منقطع ہوا اور قرآن کا نزول مکمل ہوا لہٰذا بصورت کتاب قرآن کو جمع کرنے میں اب کوئی رکاوٹ باقی نہ رہی۔ (۱۵)

خلافت صدیقی میں جمع کا طریق کار :

حضرت ابوبکرؓ نے تدوین قرآن کے سلسلے میں احتیاط کے تمام تقاضے پورے کئے اور ایسے انتظامات کئے کہ اس عمل میں کسی قسم کے سہو اور فروگذاشت کا امکان بھی باقی نہیں رہا۔ آپؓ نے جمع قرآن میں فقط محفوظ، مکتوب یا مسموع ہونے پر اکتفا نہیں کیا کہ ان آیات کو قلم بند کیا جائے جو کسی کو یاد ہوں یا کسی چیز پر لکھی ہوئی ہوں اور یا حضورؐ سے سنی گئی ہوں بلکہ جمع قرآن کے بارے میں حسب ذیل دو قاعدوں پر عمل کیا گیا۔

۱) مصحف میں ان آیات کو جمع کیا جائے جو رسول اللہؐ نے اپنے سامنے لکھوائی ہوں نیز دو عادل گواہ اسی طرح سے لکھوانے کا ثبوت بھی فراہم کردیں۔ حضرت عروہؓ سے روایت ہے :

ان ابا بکر قال لعمر و زیدٍ اقعد علی باب المسجد فمن جآء کما بشاھدین علی شئی من کتاب اللہ فاکتباہ (۱۶)

ابوبکرؓ نے عمرؓ اور زید بن ثابت سے کہا تھا "کہ مسجد کے دروازے پر بیٹھ جاؤ اور جو شخص کتاب اللہ کے کسی حصہ پر گواہ پیش کرے تو وہ حصہ لکھ لیا کرو۔

۲) وہ آیات مکتوب ہونے کے علاوہ اکثر تعداد صحابہؓ کے سینوں میں محفوظ بھی ہوں (۱۷)

جمع خلافت عثمانی

جب اسلامی فتوحات کا دائرہ کار وسیع ہوا اور اسلام دور دراز علاقوں میں پہنچا تو جن مسلمانوں نے قرآنی آیات کو جس جس استاد سے جس طرز تلفظ اور قرأت سے سیکھا تھا ان میں اور دیگر مسلمانوں میں جن کو دوسری قرأت کی تعلیم دی گئی تھی اختلاف پیدا ہونے لگا چنانچہ حذیفہ بن الیمانی صحابیؓ سے جب وہ فتح آرمینیہ وآذربائیجان سے

واپس پہنچے تو یہ قول مذکور ہے جو اختلاف قرأت کے فتنے پر دال ہے آپؓ نے حضرت عثمان سے کہا"

اَدْرِك هذه الامة قبل ان تختلفوا اختلاف اليهود والنصارىٰ

اس امت کو سنبھالو اس سے پیشتر کہ ان میں یہود ونصاریٰ کی طرح اختلاف پیدا ہو۔

جمع عثمانی

اسباب ومحرکات :

حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں اسلام جزیرہ نمائے عرب سے نکل کر روم و فارس کے دور افتادہ علاقوں تک مجاہدین اور تاجروں کے ذریعہ سے پہنچ چکا تھا ان خطوں کے نو مسلم ان ہی حضرات سے قرآن کریم سیکھتے تھے، سات حروف پر نازل ہونے کی بناء پر صحابہؓ نے اسے رسول اللہؐ سے مختلف قرأتوں کے مطابق سیکھا تھا اور ہر صحابیؓ نے اسی قرأت کے مطابق اپنے شاگردوں کو پڑھایا جس کے مطابق خود اس نے حضورؐ سے پڑھا تھا اس طرح قرأتوں کا یہ اختلاف دور دراز ممالک تک پہنچ گیا اور وہاں کے لوگوں میں بات پوری طرح مشہور نہ ہو سکی کہ قرآن کریم سات حروف پر نازل ہوا ہے تو اس وقت لوگوں میں جھگڑے پیش آنے لگے۔ کچھ لوگ اپنی قرأت کو صحیح اور دوسرے کی قرأت کو غلط قرار دینے لگے۔ ان جھگڑوں سے ایک طرف تو یہ خطرہ تھا کہ لوگ قرآن کریم کی متواتر قرأتوں کو غلط قرار دینے کی سنگین غلطی میں مبتلا ہوں گے (۱۸) دوسرے سوائے حضرت زیدؓ کے لکھے ہوئے ایک نسخہ جو مدینہ میں موجود تھا پوری اسلامی دنیا میں ایسا کوئی معیاری نسخہ موجود نہ تھا جو پوری امت کے لئے حجت بن سکے اس لئے ایک قابل اعتماد صورت یہی تھی کہ ایسے نسخے پورے عالم اسلام میں پھیلا دیئے جائیں جن میں ساتوں حروف جمع ہوں تاکہ یہ فیصلہ کیا جاسکے کہ کون سی قرأت صحیح اور کون سی غلط ہے (۱۹)! حضرت عثمانؓ نے اپنے عہد خلافت میں یہی عظیم الشان کارنامہ سر انجام دیا جس کی قدرے تفصیل درج ذیل ہے۔

آپؓ نے جلیل القدر صحابہؓ کو جمع کر کے مشورہ کیا اور فرمایا "کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ بعض لوگ ایک دوسرے سے اس قسم کی باتیں کہتے ہیں "کہ میری قرأت تمہاری قرأت سے بہتر ہے اور بات کفر کی حد تک پہنچ سکتی ہے لہٰذا آپ لوگوں کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ صحابہؓ نے خود حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہ آپؓ کا کیا خیال ہے؟ آپؓ نے فرمایا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ہم تمام لوگوں کو ایک مصحف پر جمع کر دیں تاکہ کوئی افتراق واشتقاق پیش نہ آئے صحابہؓ نے حضرت عثمان کی رائے سے اتفاق کرتے ہوئے آپؓ کی تائید کی چنانچہ لوگوں کو جمع کر کے آپؓ نے ایک خطبہ دیا جس میں فرمایا"

انتم عندی تختلفون فمن نأیٰ من الامصار اَشد اختلافا (۲۰)

"میرے پاس ہوتے ہوئے جب تم میں یہ اختلاف موجود ہے تو دور دراز کے شہر والوں میں تو اس سے زیادہ اختلاف کا اندیشہ ہے"

لہٰذا تمام لوگ مل کر قرآن کریم کا ایسا نسخہ تیار کریں جو پوری امت کے لئے قابل تقلید ہو۔ اس مقصد کے لئے حضرت عثمان نے ام المومنین حضرت حفصہؓ کے ہاں سے ابوبکرؓ کے زمانہ کے صحیفے منگوائے اور چار صحابہؓ کی ایک جماعت بنائی جو حضرت زید بن ثابت، عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص اور عبدالرحمان بن حارث بن ہشام پر مشتمل تھی(۲۱)

دستور تدوین :۔

اس کمیٹی یا مجلسِ تدوین کو اس کام پر مامور کیا گیا کہ وہ حضرت ابوبکرؓ کے صحیفوں سے نقل کر کے ایسے متعدد مصاحف تیار کرائے جس میں سورتیں بھی مرتب ہوں اور جب تمہارا اس امر میں اختلاف واقع ہو کہ کون سا لفظ کس طرح لکھا جائے تو اسے قریش کی زبان کے مطابق لکھنا۔ ابتدائی طور پر یہ کام مذکورہ چار حضرات کی نگرانی میں ہو رہا تھا لیکن پھر بعد میں دوسرے صحابہؓ کا تعاون بھی انہیں حاصل رہا چنانچہ اس کمیٹی نے کتابت قرآن کے ضمن میں مندرجہ ذیل امور کا لحاظ رکھا۔

(۱) تمام سورتوں کو ترتیب وار ایک مصحف میں درج کیا(۲۲)۔

(۲) قرآن کریم کی آیات اس طرح لکھیں کہ ان کے رسم الخط میں تمام متواتر قرأتیں سما جائیں۔

(۳) اب تک قرآن مجید کا مکمل معیاری نسخہ جو پوری امت کی اجتماعی تصدیق سے مرتب کیا گیا ہو صرف ایک ہی تھا اسلئے ان حضرات نے مرتب مصحف کی ایک سے زائد نقلیں تیار کر لیں(۲۳) جو مکہ مکرمہ، شام، یمن، بحرین و بصرہ بھجوا دی گئیں اور ایک نسخہ مدینہ منورہ میں محفوظ رکھا گیا(۲۴)

(۴) اس کام میں بنیادی طور پر تو حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں لکھے گئے صحیفوں کو سامنے رکھا گیا اس کے ساتھ ہی مزید احتیاط کے لئے وہی طریق کار اختیار فرمایا جو حضرت ابوبکرؓ کے زمانے میں اپنایا گیا چنانچہ آنحضرتؐ کے زمانے کی جو متفرق تحریریں مختلف صحابہؓ کے پاس محفوظ تھیں انہیں دوبارہ طلب کیا گیا اور ان کے ساتھ از سر نو موازنہ کر کے یہ نئے نسخے تیار کئے گئے(۲۵)۔

(۵) قرآن مجید کے یہ متعدد نسخے تیار فرمانے کے بعد حضرت عثمانؓ نے وہ تمام انفرادی نسخے نذر آتش کر دیئے جو مختلف صحابہؓ کے پاس موجود تھے تاکہ رسم الخط، مسلمہ قرأتوں کے اجتماع اور سورتوں کی ترتیب کے

اعتبار سے تمام مصاحف یکساں ہو جائیں اور ان میں کوئی اختلاف باقی نہ رہے(۲۶)

اسی نسخہ کا نام امام رکھا گیا اور اسی کے مطابق قرآن کی تعلیم و تعلم جاری ہوا(۲۷)

پوری امت نے حضرت عثمانؓ کے اس کارنامے کو بنظر استحسان دیکھا اور تمام صحابہؓ نے اس کار خیر میں ان کی بھرپور تائید و حمایت کی حضرت علیؓ فرماتے ہیں "بخدا! حضرت عثمان نے مصحف کے معاملے میں جو کام کیا وہ ہم سب کی موجودگی میں کیا،،(۲۸) اور اگر میں امیر ہوتا تو بھی وہی کچھ کرتا جو حضرت عثمانؓ نے کیا"(۲۹)

فائدہ :۔

الغرض حسب ذیل نتائج کے حصول کے لئے جمع عثمانی کی ضرورت پیش آئی۔

۱) متواتر قرأتوں کو غلط قرار دینے کی سنگین غلطی سے بچا جا سکے تاکہ امت میں اختلاف اور افتراق پیدا نہ ہونے پائے۔

۲) کوئی ایسا معیاری نسخہ مرتب کر کے عالم اسلام میں پھیلا دیا جائے جس میں ساتوں حروف جمع ہوں تاکہ یہ فیصلہ کیا جا سکے کہ کون سی قرأت صحیح اور کون سی غلط ہے۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ مناہل العرفان فی علوم القرآن :الزرقانی :القاہرہ۔۱۳۷۳ھ ص۔۱/۲۳۵

۲۔ حضرات ابوبکر، عمر، عثمان، زید بن ثابت، ابی بن کعب، خالد بن ولید اور خالد بن میسؓ

۳۔ رقاع :رقعہ کی جمع ہے یعنی چمڑے، کپڑے اور کاغذ کا ٹکڑا۔

۴۔ الاتقان فی علوم القرآن، السیوطی، مطبعۃ حجازی بالقاہرہ ۱۳۰۶ھ۔ص۔۱/۹۹ والبرہان فی علوم القرآن، الزرکشی، القاہرہ ۱۳۷۶ھ۔ص۔۱/۲۳۷

۵۔ الاتقان فی علوم القرآن۔ ص،۱/۱۰۱

۶۔ صحیح البخاری، قدیمی کتب خانہ مقابل آرام باغ کراچی الطبعۃ الثانیہ ۱۳۸۱ھ۔۱۹۶۱ء ص والاتقان فی علوم القرآن ۱/۱۰۵

۷۔ الاتقان۔ ص ۱/۱۰۴

۸۔ مسند الامام احمد بن حنبل، القاہرہ ۱۳۱۳ھ ص ۳/۲۰ و ۴/۳۸۱

۹۔ البتہ امام مالک کا قول ہے "کہ صحابہؓ نے جس طرح آپ کو قرآن پڑھتے سنا تھا اسی طرح اس کو مرتب کر دیا، بحوالہ علوم القرآن، صبحی صالح (اردو ترجمہ غلام احمد حریری) ملک سنز پبلشرز، فیصل آباد، طبع سوم، ۱۹۴۸ء ص ۱۰۴۔

۱۰۔ الاتقان فی علوم القرآن، ص ۱/ ۹۸ نیز البرہان فی علوم القرآن۔ ص ۱/ ۲۳۵

۱۱۔ البرہان فی علوم القرآن، ص ۱/ ۲۶۲ ۱۲۔ الحجر: ۱۴/ ۹

۱۳۔ دیکھئے! علوم القرآن، شمس الحق افغانی، المکتبہ الاشرفیہ، جامعہ اشرفیہ لاھور ص ۱۱۲

۱۴) علوم القرآن، شمس الحق افغانی، ص۔ ۱۱۳ ۱۵) ایضاً ص۔ ۱۱۴

۱۶) الاتقان فی علوم القرآن، السیوطی۔ ص ۱/ ۱۰۰ نیز مناہل العرفان فی علوم القرآن، الزرقانی، ۱/ ۲۴۵

۱۷) مناہل العرفان۔ ص ۱/ ۲۴۵

۱۸) جس کی طرف حذیفۃ ابن الیمانی نے فتح ارمینیہ و آذربائیجان سے واپسی پر حضرت عثمانؓ کی توجہ ان الفاظ میں مبذول کرائی: " ادرک هذه الامة قبل ان تختلفوا اختلاف الیهود و النصاری۔ " اس امت کو سنبھالو! اس سے قبل کہ ان میں یہود و نصاریٰ کی طرح اختلاف پیدا ہو۔ مناہل العرفان ۱/ ۲۴۹

۱۹) علوم القرآن، محمد تقی عثمانی، مکتبہ دار العلوم کراچی طبع ششم ۱۴۰۶ھ ص۔ ۱۸۸

۲۰) مناہل العرفان فی علوم القرآن۔ ص۔ ۱/ ۲۴۹ و الاتقان فی علوم القرآن۔ ص۔ ۱/ ۵۹

۲۱) علوم القرآن، شمس الحق افغانی، ص، ۱۱۶

۲۲) مستدرک حاکم۔ ۲/ ۲۲۹ بحوالہ علوم قرآن۔ محمد تقی عثمانی۔ ص۔ ۱۹۰

۲۳) عموماً یہ بات مشہور ہے کہ حضرت عثمان نے پانچ مصحف تیار کرائے تھے لیکن بقول ابو حاتم سجستانی کل سات نسخے تیار کیے گئے تھے۔ (صحیح البخاری فتح الباری۔ ص۔ ۷/ ۹

۲۴) فتح الباری فی شرح صحیح البخاری، ابن حجر عسقلانی دار النشر الکتب الاسلامیہ لاھور۔ ۱۹۸۱ء ص ۹/ ۷ الاتقان فی علوم القرآن ۱/ ۱۶۰ ۲۵) علوم القرآن، محمد تقی عثمانی، ص۔ ۱۹۱

۲۶) فتح الباری فی شرح البخاری۔ ص۔ ۹/ ۱۵ ۲۷) علوم القرآن، شمس الحق افغانی۔ ص۔ ۱۱۶

۲۸) المرجع السابق۔ ص۔ ۹/ ۱۵ ۲۹) الاتقان فی علوم القرآن۔ ص۔ ۱/ ۶۰